4- شاعروں کے لطیفے

مولانا محمد حسین آزاد (۱۸۳۰ء-۱۹۱۰ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو بتانا کہ ہمارے شاعروں کی حس مزاح کس قدر تیز ہوتی ہے اور اُن کی عام گفتگو میں کتنے لطیف پہلو موجود ہوتے ہیں۔
۲۔ شعروادب میں طنز وظرافت کی اہمیت واضح کرنا۔
۳۔ آپس کے تعلقات میں رواداری، تحمل اور برداشت کی ضرورت کا احساس اُجاگر کرنا۔
۴۔ مختلف شاعروں کے انداز گفتگو اور طبیعتوں سے متعارف کرانا۔
۵۔ کچھ زبان زد عام اشعار کے موقع ومحل اور استعمال سے روشناس کرانا۔

مصنف کا مختصر تعارف مولانا محمد حسین آزاد کے والد محترم محمد باقر عالم دین اور صحافی تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا آزاد کے والد کو انگریزوں نے شہید کر دیا۔ گھر بار لٹنے کے بعد آزاد تلاش معاش میں دلی چھوڑ کر لکھنؤ اور حیدر آباد چلے گئے۔ پھر لاہور محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہوار پر ملازمت اختیار کی۔ حکومت پنجاب نے ان سے متعدد نصابی اور درسی کتب لکھوائیں۔ لاہور میں قائم انجمن پنجاب میں لیکچرر اور سیکرٹری رہے۔ آخری ایام میں گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔

آزاد اُردو کے صاحب طرز نثر نگار ہیں۔ اُن کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات میں تخیل آفرینی، پیکر تراشی، تجسیم نگاری، شعریت اور رنگینی، واقعہ نگاری، نفسیاتی حقیقت آرائی اور مبالغہ آرائی شامل ہے۔ خوبصورت اور دل نشیں نثر کے علاوہ ان کا اہم کارنامہ، اُردو میں جدید طرز شاعری ہے، جس کی ابتدا انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی جس کے وہ سیکرٹری تھے۔

تصانیف آزاد کی تصانیف "آبِ حیات"، "دربار اکبری"، "نیرنگِ خیال"، "قصصِ ہند" اور "سخندانِ فارس" اُردو ادب کی بہترین کتب ہیں۔ آزاد نے موضوعاتی نظمیں بھی تحریر کیں جو اُن کے مجموعہ "نظمِ آزاد" میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے استاد ابراہیم ذوق کا دیوان بھی آزاد نے مرتب کیا۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کلام	بات، تصنیف، گفتگو، شعرونظم	جلسہ	مجمع، اجلاس، محفل	خاطر جمعی	اطمینان، تسلی، سکون
تکرار	بار بار کہنا، حجت، جھگڑا	شعرا	شاعر کی جمع، شعر کہنے والے	روانہ ہونا	جانا
طول	لمبائی، پھیلاؤ	مزاج پرسی	طبیعت کا حال، خیریت معلوم کرنا	سلام کہنا	سلامتی کی دُعا دینا
مرید	ارادہ کرنے والا، شاگرد	زبان درازیاں	بے ہودہ باتیں	واہ	خوشی کے جذبے کا اظہار
صاحب کمال	ماہر، ولی، عالم	بے روزگار	جس کی کمائی کا کوئی ذریعہ نہ ہو	شمار کرنا	گننا
ٹک	ذرا	ارادہ	قصد، عزم	ملاقات کرنا	ملنا
خدام	خادم کی جمع، خدمت کرنے والے	سوجھی	ذہن میں آئی بات	شور قیامت	بہت زیادہ شور

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خادم	خدمت گزار	ٹٹولنا	پرکھنا، آزمانا	عرض	گزارش، درخواست
طرف دار	مددگار، حمایتی	غنیمت	مفت ملی ہوئی عمدہ چیز	شریف زادہ	عالی خاندان کا بیٹا
ماجرا	واقعہ	فرمائش	آرزو	گرمی کلام	گفتگو میں سختی آ جانا، بات میں جوش ہونا
دادخواہی	فریاد، انصاف چاہنا، دعویٰ	جدا	الگ، علیحدہ	لات مارنا	توہین کرنا، بے عزت کرنا
رخصت	چھٹی	موقوف کیا	منسوخ کیا، ختم کیا	شریک گروہ عام	عام لوگوں کے گروہ میں شامل ہونا
معمولی	عام	صاحب عالم	شہزادگانِ دہلی کا لقب	دور کی سوجھنا	مستقبل کی فکر کرنا، گہری بات کرنا
پھپھولے	چھالے، زخم	خوب	اچھا، عمدہ، بہتر	سر جھکانا	شرمندہ ہونا، خاموش ہو جانا
ملاقات	میل ملاپ	چونک جانا	حیران ہو جانا	آزادمزاجی	جو بات کرنے کو جی چاہے وہ کرنا
مصرع	آدھا شعر	صاحبزادہ	بیٹا	دو گھڑی مل بیٹھنا	تھوڑی دیر کے لیے ملنا
اصرار	ضد، تاکید، ہٹ دھرمی	قدرت	اللہ تعالیٰ کی طاقت	مصرع	آدھا شعر
مشاعرہ	شعر پڑھنے کی محفل	آہ	افسوس یا دُکھ کا اظہار	تعظیم رسی	عزت کرنا
اشتیاق	شوق، آرزو	پھبتی	مثال، مضحکہ خیز تشبیہ، آواز کسنا		
شمار	گنتی، تعداد	شب دیجور	تاریک رات		
اہل جلسہ	مجمع میں شامل لوگ	قضا	تقدیر، موت		
گھر کے چراغ سے آگ لگنا	گھر کے کسی فرد کی کسی کوتاہی کی وجہ سے گھر کو نقصان پہنچنا	دَدَا	بچوں کو پالنے والی ملازمہ، آیا		
		مطلع	غزل کا پہلا شعر		
		زلف	بالوں کی لَٹ		

سبق کا خلاصہ

(۱)

ایک دن لکھنؤ میں میرؔ اور مرزا کے کلام پر خواجہ باسط کے دو مریدوں نے تکرار کی۔ بات خواجہ باسط تک پہنچی تو انھوں نے دونوں کو صاحب کمال ٹھہرایا اور فرق کی وضاحت کی کہ میر صاحب کا کلام ''آہ'' اور مرزا صاحب کا کلام ''واہ'' ہے۔ مثال کی وضاحت کے لیے پہلے میر صاحب کا یہ شعر پڑھا:

سرھانے میرؔ کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

پھر مرزا کا شعر پڑھا

سوداؔ کی جو بالیں پہ ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے ''ابھی آنکھ لگی ہے''

جو شخص مرزا کا طرف دار تھا انھوں نے مرزا کو سارا ماجرا سنایا تو مرزا نے شعر کو سن کر مسکراتے ہوئے کہا کہ شعر تو میرؔ کا ہے مگر دادخواہی ان کی ''دَدَا'' کی معلوم ہوتی ہے۔

(۲)

ایک دن سوداؔ مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں سنا رہے تھے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کے ایک شریف زادے نے غزل پڑھی جس کا مطلع تھا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سوؔدا نے دریافت کیا کہ یہ مطلع کس نے پڑھا ہے؟ جواب ملا کہ حضرت یہ صاحبزادہ ہے۔ سودا نے اُس سے یہ شعر بہت دفعہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ قدرت خداوندی سے لڑکا اُن ہی دنوں میں جل کر مر گیا۔

(۳)

ایک دن انشاؔ اللہ خاں، جرأت کی ملاقات کو آئے۔ انھیں سر جھکائے بیٹھے دیکھا تو پوچھا کہ کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ جرأت نے جواب دیا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔ میں مطلع مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ انشا نے مصرع کے بارے میں پوچھا تو جرأت نے جواب دیا کہ مصرع خوب ہے مگر جب تک دوسرا مصرع نہ ہوگا تب تک نہ سناؤں گا۔ نہیں تو تم مصرع لگا کر چھین لو گے۔ سید انشا کے بہت اصرار پر جرأت نے مصرع پڑھا:

اس زُلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی

سید انشا نے فوراً کہا:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

جرأت ہنس پڑے اور لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے۔ دیر تک سید انشا آگے آگے بھاگتے رہے اور یہ پیچھے پیچھے ٹٹولتے پھرے۔

(۴)

ایک مشاعرے میں شیخ امام بخش ناسخ جلسہ کے اختتام پر پہنچے۔ خواجہ حیدر علی آتش اور چند شعرا بھی موجود تھے۔ انہوں نے تعظیم رسمی کے بعد کہا کہ خواجہ صاحب مشاعرہ ہو چکا؟ انہوں نے کہا سب کو آپ کا اشتیاق رہا۔ شیخ صاحب نے اپنے لیے یہ شعر پڑھا:

جو خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

چونکہ ان کا نام بھی امام بخش تھا، اس لیے تمام اہل جلسہ نے بہت تعریف کی۔

(۵)

خواجہ حیدر علی آتش کے ایک شاگرد کو بے روزگاری کی شکایت رہتی تھی۔ وہ روزگار کے سلسلے میں بنارس جانا چاہتے تھے۔ روانگی کی تیاری کر کے ان کے پاس جب رخصت لینے آیا تو کہا کہ کوئی فرمائش ہو تو فرمادیں۔ آتش نے کہا وہاں کے خدا کو میرا اسلام کہنا۔ اُس نے حیرانی سے کہا کہ یہاں کا خدا اور وہاں کا خدا کوئی اور ہے۔ آتش نے کہا کہ جب دونوں جگہ کا خدا ایک ہے تو تمھیں یہاں بھی رزق مل سکتا ہے، پھر بنارس جانے کا کیا فائدہ۔ شاگرد خواجہ صاحب کے سمجھانے کے اس انداز سے متاثر ہوا اور بنارس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

(۶)

ایک دن معمولی دربار میں اُستاد ابراہیم ذوقؔ موجود تھے۔ ایک مرشدزادے کسی مرشدزادی یا بیگم صاحبہ کا پیغام لے کر آئے اور آہستہ سے بادشاہ کو کچھ کہہ کر چلے گئے۔ حکیم احسن اللہ خاں نے اس قدر جلدی آنے اور چلے جانے کی وجہ دریافت کی تو صاحبِ عالم کی زباں سے نکلا ''اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔ بادشاہ نے اُستاد کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا صاف مصرع ہوا ہے۔ اُستاد صاحب نے بلا توقف عرض کی کہ حضور:

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

(۷)

مرزا صاحب (غالب) کی قاطع برہان کے بہت سے لوگوں نے جواب لکھے اور زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے فلاں شخص کی کتاب کا جواب نہ لکھا۔ فرمایا: ''بھائی اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو تم اُس کا کیا جواب دو گے؟''

امتحانی نقطہ نظر سے

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثال سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق: اس سبق میں مصنف نے مختلف شعرا کی زندگی کے طنز و مزاح کے مختلف لمحات سے واقفیت دی ہے کہ کس طرح سے وہ شعرا اپنے احباب کے ساتھ ہلکے پھلکے انداز میں طنز و مزاح کی باتیں کرتے تھے۔ مصنف نے ان کے مزاج کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ مصنف نے مختلف شاعروں کے ماحول کی ایسی منظر کشی کی ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے، ہم اس محفل میں بیٹھے ہیں اور سب نظروں کے سامنے ہو رہا ہے۔

پیراگراف نمبر 1: میر اور مرزا کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا۔ دونوں خواجہ باسط کے مرید تھے۔ اُنھی کے پاس گئے اور عرض کی کہ آپ فرمائیں۔ اُنہوں نے کہا کہ دونوں صاحب کمال ہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور مرزا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان.........شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام..........مولانا محمد حسین آزاد

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تکرار	بحث	صاحب کمال	لائق، قابل	آہ	کلمہ افسوس "ہائے افسوس"	واہ	کلمہ تحسین "کیا بات ہے"

تشریح: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لکھنؤ میں میر تقی میر اور مرزا رفیع سودا کی شاعری کے بارے میں دو افراد بہت بحث کر رہے تھے چونکہ دونوں خواجہ باسط کے شاگرد اور معتقد تھے، چنانچہ وہ فیصلہ کروانے کے لیے اُنہیں کے پاس چلے گئے۔ خواجہ باسط نے یہ کہا کہ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ دونوں شاعر ہی اپنے فن میں نہایت ہی بلند مقام اور مرتبہ رکھنے والے ہیں، لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ میر تقی میر کا کلام غم کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ مرزا رفیع سودا کی شاعری خوشی اور شادمانی کی ترجمان ہے۔ یوں اس بحث کا فیصلہ بڑی خوبصورتی سے ہو گیا۔

پیراگراف نمبر 2: مرزا [غالب] کی قاطع برہان کے بہت شخصوں نے جواب لکھے ہیں اور بہت زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے فلاں شخص کی کتاب کا جواب نہ لکھا۔ فرمایا "بھائی! اگر کوئی گدھا تمہارے لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟"

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان.........شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام..........مولانا محمد حسین آزاد

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قاطع برہان	دلیل کو رد کرنے والی/ غالب کی کتاب کا نام	شخصوں	لوگوں	زبان درازیاں	بدکلامیاں، بدتمیزیاں	لات مارے	دولتی مارے

تشریح: مرزا غالب کی مشہور کتاب "قاطع برہان" کے جواب میں بہت لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں اور اُس میں علمی دلائل کے ساتھ اپنی بات کو درست ثابت کرنے کی بجائے بدکلامیاں اور بدتمیزیاں کرنے پہ اُتر آئے۔ کسی شخص نے مرزا غالب کی توجہ اس بات کی طرف دلاتے ہوئے اُن کی باتوں کا جواب دینے کے لیے کہا تو مرزا غالب نے انہیں یہ جواب دیا کہ جاہلوں کی جہالت کا کوئی جواب نہیں ہوتا یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی گدھا کسی کو دولتی مار دے تو آپ اس کا جواب دینے کے لیے کہیں۔ اسی طرح جاہلوں کو بھی اُن

کی جہالت پر چھوڑنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

پیراگراف نمبر 3: ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے اور خواجہ صاحب [حیدر علی آتش] اپنی آزاد مزاجی سے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی مل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے، اس پر صبر کرو۔ ایک دن وہ آئے اور کہا کہ حضرت! رخصت کو آیا ہوں۔ فرمایا: ''خیر باشد کہاں؟'' انھوں نے کہا: ''کل بنارس کو روانہ ہوں گا۔'' کچھ فرمائش ہو تو فرما دیجیے۔ آپ ہنس کر بولے: ''اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہہ دینا۔'' وہ حیران ہو کر بولے کہ حضرت! یہاں اور وہاں کا خدا جدا ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا: ''جب خدا وہاں یہاں ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑتے ہو؟ جس طرح اُس سے وہاں جا کر مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگو، جو وہاں دے گا یہاں بھی دے گا۔'' اس بات نے اُن کے دل پر ایسا اثر کیا کہ سفر کا ارادہ موقوف کیا اور خاطر جمعی سے بیٹھ گئے۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان.......... شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام.......... مولانا محمد حسین آزاد

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بے روزگاری	روزگار دستیاب نہ ہونا	آزاد مزاجی	ہر بات کا آزادی سے اظہار کر دینا	رخصت لینا	اجازت لینا، چھٹی لینا
شکایت کرنا	گلہ کرنا، شکوہ کرنا			خیر باشد	خیریت کے ساتھ
صبر	مشکل پر شکوہ نہ کرنا بلکہ خاموشی اختیار کرنا	سلام کہنا	سلامتی کی دعا دینا	فرمائش	طلب کا اظہار کرنا
جدا	الگ	روانہ ہونا	چلے جانا		

تشریح: درج بالا پیراگراف میں مولانا محمد حسین آزاد نے ایک واقعہ کے ذریعے خواجہ حیدر علی آتش کا توکل علی اللہ پر پختہ یقین بیان کیا ہے۔

خواجہ صاحب کے ایک شاگرد اس بات کی شکایت کیا کرتے تھے کہ اُن کو روزگار میسر نہیں ہے۔ ایک روز وہ خواجہ صاحب کے پاس آئے اور بے روزگاری کی بنا پر کہیں دوسری جگہ جانے کے لیے سفر کے ارادے کا اظہار کیا۔ خواجہ صاحب نے اپنی آزاد مزاجی کی بنا پر کہا کہ تم کہاں جاؤ گے؟ ہمارے پاس کچھ دیر کے لیے مل کر بیٹھ جاتے ہو اسی بات پر اکتفا کرو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے اُس پر صبر و شکر کا اظہار کرو۔

ایک روز وہ شاگرد خواجہ صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ سے جانے کی رخصت لینے آیا ہوں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا خیریت ہے؟ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ شاگرد عزیز نے کہا کہ کل بنارس روانہ ہو جاؤں گا۔ اگر آپ کچھ فرمائش کرتے ہیں تو بتا دیجیے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر کہا کہ اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہہ دینا۔ شاگرد حیران ہو کر بولے کہ حضرت کیا یہاں اور وہاں کا خدا الگ الگ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا جب وہاں اور یہاں کا خدا ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑ کر وہاں جا رہے ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سے وہاں جا کے مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگ لو۔ جو خدا تمھاری وہاں جا کر خواہش پوری کرے گا وہی خدا تمھیں یہاں بھی دے دے گا۔

خواجہ صاحب کے سمجھانے کے اس انداز سے شاگرد نے بہت زیادہ اثر قبول کیا اور فوراً بنارس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حلِ مشقی سوالات

ا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) خواجہ باسط نے میر اور مرزا کے کلام کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: خواجہ باسط نے میر اور مرزا کے کلام کے بارے میں فرمایا کہ میر صاحب کا کلام ''آہ'' ہے اور مرزا صاحب کا کلام 'واہ' ہے۔ اس کا

مطلب یہ ہے کہ میر صاحب کے کلام میں، اُن کے اشعار میں افسردگی اور رنج و غم کا اظہار ہے۔ اس کے برعکس مرزا کے کلام میں سنجیدگی کے ساتھ شوخی اور طنز و مزاح بھی پایا جاتا ہے۔

(ب) شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے کیا کہا؟

جواب: شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے بہت تعریف کی۔ مطلع کو بار بار پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت سے اُن ہی دنوں میں لڑکا جل کر مر گیا۔

(ج) سید انشا کے اصرار پر جرأت نے کون سا مصرع پڑھا؟

جواب: سید انشا کے اصرار پر جرأت نے یہ مصرع پڑھا:

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی

(د) خواجہ صاحب اپنے اُس شاگرد سے کیا کہا کرتے تھے، جو اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتے تھے؟

جواب: خواجہ صاحب (حیدر علی آتش) اپنے اُس شاگرد سے جو اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتے تھے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی مل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے اس پر صبر کرو۔

(ہ) صاحب عالم کی زبان سے اُس وقت کیا نکلا جب حکیم احسن اللہ خاں نے جلدی سے اُن کے آنے اور جانے پر اظہار تعجب کیا؟

جواب: جب حکیم احسن اللہ خاں نے جلدی سے صاحب عالم کے آنے اور جانے پر اظہار تعجب کیا تو صاحب عالم کی زبان سے نکلا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔

۲۔ درست جملوں پر (✔) کا نشان لگائیں۔

(الف) شعر تو میر کا ہے مگر داد خواہی اُن کی ذرا کی معلوم ہوتی ہے۔ ✔
(ب) سودا نے بہت تعریف کی اور کہا کہ میاں لڑکے بہت طویل عمر پاؤ گے۔ ✘
(ج) جرأت ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔ ✔
(د) چونکہ نام بھی امام بخش تھا، اس لیے تمام اہل جلسہ خاموش رہے۔ ✘
(ہ) بھائی! اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ ✔

۳۔ سبق کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب کی نشان دہی (✔) سے کریں۔

(الف) میر اور مرزا کے کلام پر تکرار کرنے والے کس کے مرید تھے؟

(i) خواجہ میر درد کے (ii) مرزا غالب کے (iii) ابراہیم ذوق کے (iv) خواجہ باسط کے

(ب) انشاء اللہ خاں ایک دن کس کی ملاقات کو آئے؟

(i) غالب کی (ii) میر درد کی (iii) جرأت کی (iv) مصحفی کی

(ج) یہ مصرع "اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی" کس شاعر کا ہے؟

(i) انشا کا (ii) جرأت کا (iii) درد کا (iv) میر کا

(د) "قاطع برہان" کے مصنف کون ہیں؟

(i) ذوق (ii) مومن (iii) غالب (iv) سودا

جوابات: (الف) خواجہ باسط کے (ب) جرأت کی (ج) جرأت کا (د) غالب

۴۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) ایک دن لکھنؤ میں .... کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا۔

(ب) میر صاحب کا کلام .... ہے، مرزا صاحب کا کلام .... ہے۔

(ج) گرمی کلام پر .... بھی چونک پڑے۔

(د) .... نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔

(ہ) جرأت ہنس پڑے اور .... اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔

(و) .... کو .... میں بہت دُور کی سوجھی۔

(ز) چونکہ نام بھی .... تھا اس لیے تمام اہلِ جلسہ نے نہایت تعریف کی۔

(ح) ایک شاگرد اکثر .... کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے۔

(ط) ایک دن معمولی دربار تھا .... بھی حاضر تھے۔

(ی) انھوں نے .... بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔

جوابات: (الف) میر اور مرزا (ب) آہ، واہ (ج) سودا (د) جرأت (ہ) لکڑی (و) اندھے، اندھیرے (ز) امام بخش (ح) بے روزگاری (ط) استاد [ابراہیم ذوق] (ی) آہستہ آہستہ

۵۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیں۔ کمال، طرف دار، گرمی، مطلع، خاص، بے روزگاری

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
کمال	زوال	گرمی	سردی	خاص	عام
طرف دار	مخالف	مطلع	مقطع	بے روزگاری	روزگار

۶۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

کلام۔ تکرار۔ طول۔ آہ۔ قیامت۔ شور۔ چراغ۔ تعریف۔ قدرت۔ زلف۔ مصرع۔ مزاج۔ تسبیح۔ شکایت

جواب: مذکر: کلام۔ طول۔ چراغ۔ شور۔ مصرع۔ مزاج۔

مؤنث: تکرار۔ آہ۔ قیامت۔ تعریف۔ قدرت۔ زلف۔ تسبیح۔ شکایت

۷۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں۔

کمال، مطلع، چراغ، اشتیاق، غنیمت

جواب: کَمَال ۔ مَطْلَع ۔ چِرَاغ ۔ اِشْتِیَاق ۔ غَنِیْمَت

۸۔ مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح سیاق و سباق کے ساتھ کیجیے۔

"ایک دن معمولی دربار تھا..... اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی سے چلے۔"

عبارت: "ایک دن معمولی دربار تھا۔ اُستاد [ابراہیم ذوق] بھی حاضر تھے۔ ایک مرشد زادے تشریف لائے۔ وہ شاید کسی اور مرشد زادی یا بیگمات میں کسی بیگم صاحب کی طرف سے کچھ عرض لے کر آئے تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔ حکیم احسن اللہ خاں بھی موجود تھے، انہوں نے عرض کی: "صاحبِ عالم! اس قدر جلدی، یہ آنا کیا تھا اور تشریف لے جانا کیا تھا؟ صاحبِ عالم کی

زبان سے اس وقت نکلا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔

حوالہ متن: (i) سبق کا عنوان............شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام............مولانا محمد حسین آزاد

سیاق و سباق: زیرِ تشریح اقتباس سبق کا آخری حصہ ہے۔ اس اقتباس سے قبل خواجہ حیدر علی آتش اور اُن کے ایک شاگرد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ خواجہ صاحب نے کس احسن انداز سے اپنے شاگرد کو توکل علی اللہ کا درس دیا۔

اقتباس کی تشریح: ایک دن اُستاد ابراہیم ذوقؔ معمولی دربار میں موجود تھے۔ ایک مرشدزادے دربار میں تشریف لائے۔ وہ شاید کسی مرشدزادی یا بیگمات میں سے کسی بیگم صاحب کی طرف سے کوئی درخواست لے کر آئے تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور فوراً چلے گئے۔ اُس وقت دربار میں حکیم احسن اللہ خاں بھی موجود تھے۔ انہوں نے صاحب عالم سے پوچھا کہ اس قدر جلدی میں آنے جانے کا مطلب کیا ہے؟ صاحب عالم چونکہ کسی کا پیغام پہنچانے کے لیے آئے تھے اس لیے انہوں نے برجستگی میں جواب دیا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔ یعنی اُس وقت دربار میں اُن کی موجودگی میں اُن کی اپنی مرضی شامل نہ تھی۔ وہ کسی اور کے پیغام کے تحت آئے تھے اور اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر واپس جا رہے ہیں۔

۹۔ مندرجہ ذیل واحد الفاظ کے جمع اور جمع کے واحد لکھیے۔

کمال، شعر، مشاعرہ، بیگمات، شخص، خُدام

جواب:

واحد	جمع	جمع	واحد
کمال	کمالات	بیگمات	بیگم
شعر	اشعار	خُدام	خادم
مشاعرہ	مشاعرے		
شخص	اشخاص		

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
آہ	ٹِک	واہ
پھپھولے	سودا	دل
ذرا	انشا	ٹِک
مرزا	واہ	سودا
جرات	دل	انشا

ذُو معنی الفاظ: کچھ الفاظ ذُو معنی ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ جن کے دو مفہوم ہوں مثلاً:

الفاظ	تکرار	عرض	مطلع
معنی	۱۔ جھگڑا ۲۔ بار بار	۱۔ گزارش ۲۔ چوڑائی	۱۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر ۲۔ طلوع ہونے کی جگہ

بچوں کو ایسے مزید پانچ الفاظ تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھنے کی تلقین کی جائے۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سحر	جادو، صبح	سبیل	پانی کی سبیل، وسیلہ
پنکھڑی	پھول کی پتی، پر	کنارہ	ساحل، حاشیہ
داغ	نشان، الزام، دھبا	پالا	سردی، واسطہ

سرگرمیاں ۱۔ آزاد کی کتاب ''آبِ حیات'' سے ان لطیفوں کے علاوہ کوئی اور لطیفہ پڑھ کر اپنی کاپی پر لکھیں۔

جواب: ایک دن مرزا غالب کے ایک شاگرد رشید نے آ کر کہا کہ حضرت آج میں امیر خسرو کی قبر پر گیا۔ مزار پر کھرنی کا درخت ہے۔ اس کی کھرنیاں میں نے خوب کھائیں۔ کھرنیوں کا کھانا تھا کہ گویا فصاحت و بلاغت کا دروازہ کھل گیا۔ دیکھیے تو میں کیسا فصیح ہو گیا ہوں۔ مرزا نے کہا کہ ارے میاں! تین کوس کیوں گئے۔ میرے پچھواڑے کے پیپل کی پپلیاں کیوں نہ کھالیں۔ چودہ طبق روشن ہو جاتے۔

۲۔ طلبہ کو پہلے میر تقی میر کی کوئی غزل درست تلفظ کے ساتھ سنائیں اور پھر ان کو پڑھنے کے لیے کہا جائے۔

میر دریا ہے سنے شعر زبانی اس کی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی

مینہ تو بوچھار کا دیکھا ہے برستے تم نے
اسی انداز سے تھی اَشک فِشانی اُس کی

بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا
پر ملی خاک میں کیا سحر بیانی اس کی

سرگزشت اپنی کس اندوہ سے شب کہتا تھا
سوگئے تم نہ سنی آہ! کہانی اس کی

آبلے کی سی طرح ٹھیس لگی، پھوٹ بہی
دردمندی میں گئی ساری جوانی اس کی

اب گئے اس کے جز افسوس نہیں کچھ حاصل
حیف صد حیف! کہ کچھ قدر نہ جانی اس کی

اشاراتِ تدریس

۱۔ **اساتذہ کے لیے لازم ہے کہ اس سبق کی تدریس سے قبل وہ خود محمد حسین آزاد اور اُن کی کتاب ''آبِ حیات'' سے آگاہی حاصل کریں۔**

جواب: محمد حسین آزاد معروف عالم دین اور صحافی محمد باقر کے بیٹے تھے۔ آپ دِلّی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد آزاد کے والد انگریزوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ گھر بار لُٹ جانے کے بعد آزاد نے دلی کو چھوڑا اور تلاشِ معاش میں لکھنؤ اور حیدر آباد گئے۔ اس کے بعد لاہور پہنچ کر محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پر ملازمت اختیار کی۔ حکومت پنجاب کی طرف سے متعدد نصابی اور درسی کتب تحریر کیں۔ لاہور میں قائم انجمن پنجاب میں لیکچرر اور سیکرٹری رہے۔ آخری دنوں میں گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔

آزاد کی تحریری خوبیاں: آزاد، اُردو زبان کے صاحبِ طرز نثر نگار ہیں۔ تمثیلی اسلوبِ بیاں نے انھیں اپنے عہد کے ادیبوں اور نثر نگاروں سے منفرد رکھا۔ تخیل آفرینی، پیکر تراشی، شعریت، رنگینی، واقعہ نگاری، حقیقت آرائی ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

نثر نگاری: نثر نگاری میں آزاد کا اندازِ بیاں خوبصورت اور دلکش شاہکار ہے جس سے بعد میں آنے والے ادیب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

شاعری: آزاد کا ایک اور بڑا کارنامہ جدید طرزِ شاعری ہے اس کی ابتدا انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی۔

آزاد کی تصانیف: آزاد کی تصانیف میں آبِ حیات، دربارِ اکبری، نیرنگِ خیال اور قصصِ ہند، سخندانِ فارس بہت مشہور ہیں۔

آزاد کی تصنیف آبِ حیات کی خصوصیات: مولانا محمد حسین آزاد کی تصنیف ''آبِ حیات'' اُردو ادب کی یادگار کتاب ہے۔ اس کتاب میں نثر سے جمالیاتی ذوق کی تسکین کے لیے لطافت کے عنصر کو نمایاں کیا گیا ہے۔ بیانیہ نثر میں ایسے مناظر پیش کیے گئے ہیں جو ماضی کو بھی حال بنا رہے ہیں۔ آزاد کے بیان کی قوت کا اس طرح اظہار ہوتا ہے کہ واقعیت، بیان واقعہ میں پوری طرح اُجاگر ہوتی ہے۔ یوں

پیرائیہ اظہار میں بے تکلفی بھی ہے اور برجستگی بھی۔ ان کا انداز بالکل فطری ہے اور اس کی بہترین مثال ان کی کتاب ''آبِ حیات'' ہے۔

۲۔ اس سبق کی تدریس سے قبل طلبہ کو 'لطائف' کے اُسلوب سے آگاہ کریں۔

جواب: ''لطائف'' کا اسلوب یہ ہے کہ حسِ مزاح کے ذریعے عام گفتگو میں کسی لطیف پہلو کو اس طرح بیان کیا جائے کہ اس سے طنز و ظرافت کا عنصر نمایاں ہو سکے۔ اس میں تصنع و بناوٹ کی بجائے مزاح کی چاشنی اور شگفتہ اندازِ بیاں کے ذریعے تحریر میں خاص لطف پیدا کیا جاتا ہے۔ مزاح کا تقاضا یہ ہے کہ مزاح کا انداز بہت ہلکا پھلکا اور نہایت شائستہ ہو۔ مزاحیہ نثر پارہ کسی بھی صنفِ ادب میں لکھا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی صنف مخصوص نہیں ہے۔

۳۔ ایک ایک لطیفے کی قرأت کے ساتھ ساتھ اُس کی وضاحت کریں اور جو اشعار ان میں استعمال ہوئے ہیں اُن کی تشریح کریں۔

جواب: عملی کام

۴۔ قرأت کے دوران لطیفے کا تاثر قائم رکھیں۔

جواب: عملی کام

۵۔ نئے الفاظ کا مفہوم بیان کریں اور ان کا استعمال سمجھائیں۔

جواب: دیکھیے الفاظ/ معانی اور تشریحات و توضیحات

معروضی سوالات

☐ **درست جواب کا انتخاب کریں۔**

-1 سبق ''شاعروں کے لطیفے'' کے مصنف کا نام ہے۔

(A) مولانا محمد حسین آزاد (B) مولانا حالی (C) مولانا شبلی (D) سید سلیمان ندوی

-2 مولانا محمد حسین آزاد کا سنِ ولادت ہے۔

(A) 1829ء (B) 1830ء (C) 1831ء (D) 1832ء

-3 مولانا محمد حسین آزاد کا سنِ وفات ہے۔

(A) 1910ء (B) 1911ء (C) 1912ء (D) 1913ء

-4 جرأت لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔

(A) حالی کو (B) سودا کو (C) انشا کو (D) ذوق کو

-5 انشاء اللہ خاں کس شاعر کی ملاقات کے لیے آئے۔

(A) میر تقی میر (B) مرزا سودا (C) جرأت (D) مرزا غالب

-6 جس شعر سے غزل یا نظم کا آغاز ہوتا ہے، کہلاتا ہے۔

(A) مطلع (B) مقطع (C) قافیہ (D) ردیف

-7 شریف زادے کی گرمیِ کلام پر چونک پڑے۔

(A) میر (B) سودا (C) غالب (D) میر درد

-8 انشا کا اصل نام کیا تھا؟

(A) جرأت (B) ادیب (C) سودا (D) انشاء اللہ خان

9- خواجہ صاحب کے شاگرد نے کہاں جانے کا ارادہ ظاہر کیا؟
(A) حیدرآباد (B) دکن (C) دلی (D) بنارس

10- ایک دن معمولی دربار میں حاضر تھے۔
(A) اُستاد ابراہیم ذوقؔ (B) مرزا غالبؔ (C) میر تقی میرؔ (D) مرزا سوداؔ

11- "خدام" کا واحد ہے۔ (A) خادم (B) خادمہ (C) خادموں (D) خادمین

12- "شعر" کی جمع ہے۔ (A) شعرا (B) شعروں (C) اشعار (D) مشاعرہ

13- "صاحب" کی مؤنث ہے۔ (A) بیگم (B) بیگمات (C) بیگ (D) مصاحب

14- "شاعر" کی مؤنث ہے۔ (A) شاعرہ (B) مشاعرہ (C) شعرا (D) شاعرات

15- "مطلع" کا متضاد ہے۔ (A) طلوع (B) طالع (C) مقطع (D) قاطع

16- "کمال" کا متضاد ہے۔ (A) زوال (B) کمالات (C) اکمال (D) کامل

17- مترادف الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) فطرت،قدرت (B) زُلف، چراغ (C) قیامت،شکایت (D) تعریف،نفرت

18- "تعریف" کا مترادف ہے۔ (A) تردید (B) مدح (C) تعظیم (D) مذموم

19- سرہانے .... کے آہستہ بولو (A) میر (B) سودا (C) غالب (D) امام

20- "اپنی خوشی سے آئے .... اپنی خوشی چلے" (A) نہ (B) ہاں (C) یہ (D) پھر

جوابات:

(1) مولانا محمد حسین آزاد	(2) 1830ء	(3) 1910ء	(4) انشاءکو	(5) جرأت
(6) مطلع	(7) سودا	(8) انشاءاللہ خان	(9) بنارس	(10) اُستاد ابراہیم ذوق
(11) خادم	(12) اشعار	(13) بیگم	(14) شاعرہ	(15) مقطع
(16) زوال	(17) فطرت،قدرت	(18) مدح	(19) میر	(20) نہ

□ **مختصر جواب دیں۔**

1- سبق "شاعروں کے لطیفے" کے مصنف کا نام کیا ہے؟

جواب: سبق "شاعروں کے لطیفے" کے مصنف کا نام "مولانا محمد حسین آزادؔ" ہے۔

2- سبق "شاعروں کے لطیفے" کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

جواب: سبق "شاعروں کے لطیفے" کتاب "آبِ حیات" سے لیا گیا ہے۔

3- "سرہانے میرؔ کے آہستہ بولو" کا دوسرا مصرع تحریر کریں۔

جواب: ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے۔

4- غزل پڑھنے والے شریف زادے کی عمر کیا تھی؟

جواب: سودا کے مشاعرے میں غزل پڑھنے والے شریف زادے کی عمر 12۔13 برس تھی۔

5- انشا، جرأت کی ملاقات کو آئے تو کیا دیکھا؟

جواب: ایک دن انشا، جرأت کی ملاقات کو آئے تو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ کس فکر میں بیٹھے ہو؟ جرات نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جائے۔

6- بے روزگاری کی شکایت کرنے والے شاگرد کو خواجہ حیدر علی آتش نے کیا کہا؟

جواب: بے روزگاری کی شکایت کرنے والے شاگرد کو خواجہ حیدر علی آتش نے کہا کہ جو خدا دیتا ہے اس پر صبر کرو۔

7- خواجہ صاحب کے شاگرد نے کہاں جانے کا ارادہ ظاہر کیا؟

جواب: خواجہ صاحب کے شاگرد نے بنارس جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔

8- خواجہ حیدر علی آتش نے بنارس جانے والے شاگرد کو سمجھانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: ایک دن خواجہ صاحب کے شاگرد نے کہا: ''کل بنارس روانہ ہو جاؤں گا'' کچھ فرمائش ہو تو فرما دیجیے۔ آپ ہنس کر بولے: ''اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہہ دینا۔'' وہ حیران ہو کر بولے کہ حضرت! یہاں اور وہاں کا خدا جُدا جُدا ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا: ''جب خدا وہاں یہاں ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑتے ہو؟ جس طرح اُس سے وہاں جا کر مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگو، جو وہاں دے گا یہاں بھی دے گا۔ اس بات نے ان کے دل پر ایسا اثر کیا کہ سفر کا ارادہ موقوف کر دیا۔

9- شیخ امام بخش ناسخ جلسے میں کس وقت پہنچے؟

جواب: شیخ امام بخش ناسخ ایسے وقت پہنچے جب جلسہ ختم ہو چکا تھا۔

10- شیخ امام بخش ناسخ نے دیر سے پہنچنے پر کون سا شعر پڑھا؟

جواب: شیخ امام بخش ناسخ نے یہ شعر پڑھا:

جو خاص ہیں وہ شریک گروہِ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

11- ذو معنی الفاظ کون سے ہوتے ہیں؟

جواب: ایسے الفاظ جن کے دو مفہوم ہوں انہیں ذو معنی الفاظ کہتے ہیں جیسے تکرار (جھگڑا، بار بار)، عرض (گزارش، چوڑائی)۔

12- ''لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے'' یہ مصرع کس شاعر کا ہے؟

جواب: یہ مصرع استاد ابراہیم ذوق کا ہے۔

13- ''قاطع برہان'' کے مصنف کا کیا نام ہے؟

جواب: ''قاطع برہان'' کے مصنف کا نام ''مرزا غالب'' ہے۔

14- میر اور مرزا کے کلام پر تکرار کرنے والے افراد کون تھے؟

جواب: میر اور مرزا کے کلام پر تکرار کرنے والے افراد دونوں خواجہ باسط کے مرید تھے۔

***